بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۹۴ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹ | ۴ تبوک ۱۳۴۴ھش ۸ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ ۴ ستمبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۰۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۳ ستمبر۔ بوقت ۸ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں

دعا کریں

(حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

کراچی ۳۰ اگست ۱۹۶۵ء

بنام تمام برادران و خواہران سلسلہ احمدیہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

یکم اگست کو جب میں کراچی کے لئے چلی ہوں تو میری لڑکی عزیزہ محمودہ بھی بہتر تھیں اور ہمشیرہ بھی۔ دونوں کی جانب سے فکر تو تھا مگر خاصی تسلی ہوچکی تھی۔ لیکن یہاں آکر چند روز بھی چین سے گذرنے نہیں پائے تھے کہ عزیزہ محمودہ کو پھر شدید دورہ دردِ پتہ کا ہونے کی خبر ملی۔ جیسا میرا وقت پریشانی کا گذرا بیان نہیں کرسکتی۔ پھر ذرا وقفہ ہوا تسلی بخش خبر آئی۔ دو دن ذرا سکون دل کو ہوا ہی تھا کہ پھر شدید دورہ کی اطلاع ملی محمودہ کے متعلق۔ اور ساتھ ہی ہمشیرہ عزیزہ امۃ الحفیظ بیگم کی بابت کہ بخار بھی تیز ہوگیا اور درد یا ذویں شدید ہے نیز خون میں انفکشن بہت زیادہ پھر ہوگئی ہے اور کمزوری زیادہ ہوگئی ہے۔ محمودہ کے بھی بہت ہی کمزور ہوجانے کی خبریں ملیں۔ ان متوحش خبروں نے میرا دل ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے۔ میں اب تک دعا کے لئے کچھ بھی نہ لکھ سکی۔ کچھ ایسی حالت رہی کہ لکھا بھی نہ گیا۔

سب بہن بھائیوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ میری بیٹی کے لئے، میری بہن کے لئے دردِ دل سے دعا کریں اور امید ہے کہ ضرور کریں گے۔ میں اپنے دل پر قیاس کرتی ہوں کہ جب آپ میں سے کسی کا خط اپنی تکلیف اور دکھ کے اظہار کے ساتھ دعا کے لئے آتا ہے تو میرا دل تڑپ اٹھتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے تو اسی طرح کیا آپ کو بھی ہم سب سے محبت نہ ہوگی؟ آپ بھی دلی تڑپ سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ میری محمودہ کو شفا دے دے۔ عزیزہ امۃ الحفیظ بیگم کو شفا دے دے۔ مرض الجھے ہوئے سے ضرور ہیں مگر اللہ تعالیٰ شافی و کافی سمیع و بصیر ہے۔ مجیب ہے وہ رب کی پکار سننے اور ایسا ہو کہ

رحمتِ حق تعالیٰ ہمیں کافی ہوجائے

پردے پردے میں خدا آپ ہی شافی ہوجائے

آمین مبارکہ

نیز میری لڑکی عزیزہ منصورہ بیگم کی طرف سے بھی دھڑکا ہی رہتا ہے۔ بھی اچھی نہیں ہیں گردے خراب ہیں اور چند روز اچھا رہ کر پھر دورہ ہوجاتا ہے۔ آجکل اچھی تو ہیں الحمد للہ مگر ان کے لئے بھی براہ مہربانی دعا کی جائے۔

اور ایک ہمارا سب سے قیمتی وجود یعنی میرے بڑے بھائی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ان کو دعاؤں میں آپ بھولیں یہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ پھر بھی تمازہ دعائیں بھی انسانی کمزوری کا تقاضا ہے کہ کمی بیشی کا ذرا غفلت ہوجانے کا اور پھر تازہ دم ہوکر پُرجوش ہوجانے کا سلسلہ رہتا ہی ہے۔ سو آجکل خاص طور پر ان کے لئے دعا فرمائیں اور بہت بہت خاص زور دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دعا بخشے۔ اور ہماری صدا و دل کو نیز تمام دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے آمین

آج ۳۰ اگست ہے گذشتہ سے پیوستہ سال باذن قریب۔ اس لئے اور کراچی میں ہونے کی وجہ سے کیونکہ میں یہاں ہی تھی، جب حضرت منجھلے بھائی صاحب کی حالت نازک ہونے کی خبر ملی اور خدا ایسا وقت نہ دکھائے۔ سخت کرب کی حالت میں یہاں سے جانا ہوا اور میں نے ان کو آخری سانس ہی لیتے دیکھا۔ اس صدمہ کا اثر آج تک میرے دل سے نہیں جاتا۔ ان ایام میں خصوصاً ان کا بہت ہی خیال آرہا ہے۔ پرسوں دوپہر کو نیم خوابی کے عالم میں بالکل صاف مگر گویا ایک متحرک تصویر کی شکل میں لیکن بہت ہی روشن چکاب دار شکل میں ان کو دیکھا کہ سر پر تاج رکھا ہوا ہے جو چمک رہا ہے اور اِدھر اُدھر دائیں بائیں گردن جلد جلد پھیری ہے۔ بس اتنے میں ہی وہ نظارہ جاتا رہا۔

دعا کریں اور بہت دعا کریں کہ اب خدائے کریم مجھے ہر غم سے محفوظ رکھے۔ میرے بہن بھائی، ان کی اولادیں۔ میری اولاد در اولاد، میرے داماد سارے سلامت رہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا سایہ رہے۔ ان کو دوجہان کے حسنات و برکات نصیب ہوں۔ دونوں جہانوں کی زندگی کے ہر ہر پہلو سے اعلیٰ درجہ کی خوش قسمتی ان کا حصہ رہے۔ ان سے نیک نسلیں چلیں۔ نیز میرے منجھلے بھائی صاحب اور چھوٹے بھائی صاحب کے درجات بلند ہونے اور مغفرت بے حساب کی دعا بھی ضرور یاد رکھیں۔

مجھے منجھلے بھائی کا مغفرت بے حساب کی دعا کو کہنا یاد آتا ہے۔ اف کتنا درد بھرا آواز تھی۔ ان دونوں کی ہی یاد آتی ہے۔ گذشتہ سارا زمانہ اور بچپن کی باتیں یاد آجاتی ہیں ایک حسرت ناک کیفیت قلب پر طاری ہوجاتی ہے۔

خوشا وہ وقت مبارک وہ گھر وہ نور زماں

کہ جس کے سایہ میں پلتے رہے ہم پانچوں

دعا میں دو کی جدائی بھی بھول جاتی ہوں

کہ اب بھی منہ سے نکلتا وہی ہے "ہم پانچوں" مبارکہ

یہ مطلب نہیں کہ ان کے لئے دعا نہیں ہوتی۔ مگر ظاہر ہے اس عالم میں زندہ وجود کے لئے دعاؤں کے اکثر پہلو مخصوص ہوتے ہیں جو اِسی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

والسلام۔ مبارکہ

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۳ ستمبر۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے آجکل حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی لاہور میں بہت بیمار ہیں۔ احباب جماعت خاص توجہ درد اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

○ ربوہ — آج مورخہ ۳ ستمبر بعد نماز مغرب مسجد گول بازار میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام آل ربوہ تقریری مقابلہ ہو رہا ہے۔ خدام سے التماس ہے کہ وہ تقریری مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں۔ عناوین حسب ذیل ہوں گے۔

(۱) زندہ مذہب (۲) سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) وفاتِ مسیح میں حیاتِ اسلام ہے۔

(ناظم تعلیم خدام الاحمدیہ ربوہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۶۵ء

ایمان بالغیب کی بنیاد

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہیں ان کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو عقلاً تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی ایسا عقلمند وجود ہونا چاہیئے جو اس پُر حکمت کارخانہ قدرت کو چلا رہا ہے۔ ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اللہ اس پُر حکمت کارخانہ قدرت کو چلا رہا ہے۔ مگر وہ اس کو پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ جیسا کہ آریوں کا خیال ہے۔ ان کے خیال میں روح، مادہ اور خدا تینوں انادی ہستیاں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ روحوں اور مادے کا پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ اس نے روحوں اور مادے کی مدد سے یہ کارخانہ قدرت برپا کر رکھا ہے۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ تو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے مگر وہ کوئی ذاتی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ لوگ دراصل نیچری طبع کے ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کی اشیاء میں جاری و ساری ہے۔ یہ لوگ دراصل کسی خدا کے معتقد نہیں ہوتے بلکہ ان کا خیال مادہ پرستوں کے خیال سے ملتا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ مادہ میں بعض صفات ہیں اور جب مادہ بعض خاص صورتیں اختیار کرتا ہے۔ تو زندگی خود بخود ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ نیز ان کے خیال میں انسان کے غور و فکر کی قوت بھی مادی ہوتی ہے۔

یہاں ہم ان لوگوں کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔ البتہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہیں۔ ان کے متعلق ہم یہ بات کہنا چاہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی وجود ہے تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ وہ قادر مطلق ہستی ہے۔ اور یہ مادی دنیا بھی اسی نے پیدا کی ہے۔ اور وہی اس کارخانہ کائنات کو چلا رہا ہے۔ اسی نے مٹی، پتھر، درخت، حیوان، چرند پرند اور انسان پیدا کئے ہیں۔ اگر ہم یہ مان لیں تو پھر ہمیں یہ ماننا بھی ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم نے شروع ہی میں فرمایا ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ

یعنی قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو متقین کی ہدایت کے لئے ہے، جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اب غیب پر ایمان لانے کے کیا معنی ہیں۔ ظاہر ہے یہ غیب کوئی خلا نہیں ہے۔ کیونکہ غیب اگر کوئی خلا ہو تو متقین کو اس پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ غیب کے اندر ایک حقیقت ہے جس پر ایمان لانا متقین کے لئے ضروری ہے۔ اس حقیقت کا مرکز ہی اللہ تعالیٰ ہے۔ غیب اس کو کہتے ہیں۔ جس کو انسان اپنے ظاہری حواس سے محسوس نہیں کر سکتا۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ

یعنی ظاہری حواس اس کو پا نہیں سکتے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کسی چیز پر ایمان نہیں لا سکتا۔ جب تک کسی نہ کسی طرح اس کا وجود اس پر ثابت نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ

یعنی یہ ٹھیک ہے کہ انسانی حواس غیب یعنی اللہ تعالیٰ کو پا نہیں سکتے مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا سامان بھی کیا ہے کہ جس سے انسان کو غیب پر ایمان پیدا ہو سکے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجود سے انسانی حواس کو خود متاثر کرتا ہے۔ اس پوری آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت اہم راز کا انکشاف کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانی حواس کو خود بخود یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اس لامحدود ہستی کا ایسا ادراک حاصل کر سکیں۔ جو انسان کے ایمان کی بنیاد بن سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا سامان کیا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کا حق الیقین انسانوں کے دلوں میں پیدا کر سکے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ طریق مکالمہ و مخاطبہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کے طریقے بھی بتاتے ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ

اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ

حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا

فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ

إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ

اور کسی آدمی کی یہ حیثیت نہیں کہ اللہ (تعالیٰ) اس سے وحی کے سوا یا پردے کے پیچھے بولنے کے سوا کسی اور صورت سے کلام کرے۔ یا اس کی طرف فرشتوں میں سے رسول بنا کر بھیجے جو اس کے حکم سے جو کچھ وہ کہے بات پہنچا دیں۔ وہ بڑی شان والا (اور) حکمتوں کا واقف ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کے تین طریقے ہیں۔

(۱) الہام

(۲) رؤیا (وراء الحجاب)

(۳) رسول کے ذریعہ

یہ طریقے عام ہیں۔ ہر انسان جو تقوے کے شرائط کے ساتھ مجاہدہ کرے۔ وہ ان طریقوں سے اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

یعنی جو لوگ ہمارے ساتھ ملنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنے ملنے کے راستے بتا دیتے ہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ پر حق الیقین پیدا کرنے کے لئے مندرجہ بالا قسم کا مکالمہ و مخاطبہ ایک اہم ذریعہ ہے۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول دونوں ذرائع سے اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان کی شہادت بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان پیدا کرنے کے لئے ایک اہم ذریعہ ہے۔

اب پھر اس بات پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کو متقین کی ایک صفت بیان کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ متقین کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہوتا ہے وہ حق الیقین تک ہونا چاہیئے۔ ورنہ جس ایمان میں شک و شبہ کی گنجائش ہو وہ چنداں مفید نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"آج کل کا ایک ایسا ناقص زمانہ ہے کہ اکثر فلسفی طبع اور نیچری اور برہمو اس الہام سے منکر ہیں۔ اسی انکار سے کئی اس دنیا سے گذر بھی گئے۔ لیکن اصل امر یہ ہے کہ سچائی سچائی ہے گو تمام جہان اس کا انکار کرے اور جھوٹ جھوٹ ہے گو تمام دنیا اس کی مصدق ہو جو لوگ خدا تعالیٰ کو مانتے اور اس کو مدبر عالم خیال کرتے ہیں۔ اور اس کو بصیر اور سمیع اور علیم جانتے ہیں۔ ان کی یہ حماقت ہے۔ کہ اس قدر اقراروں کے بعد پھر خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر رہیں۔ کیا جو دیکھتا ہے جانتا ہے۔ اور بغیر ذریعہ جسمانی اسباب کے اس کا علم ذرہ ذرہ پر محیط ہے وہ بول نہیں سکتا۔ اور یہ کہنا بھی غلطی ہے کہ اس کی قوت گویائی پہلے تو تھی اور اب بند ہو گئی۔ گویا اس کی صفت کلام آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ لیکن ایسا کہنا بڑی نومیدی دیتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی صفتیں بھی کسی زمانہ تک چل کر پھر مفقود ہو جاتی ہیں اور کچھ بھی ان کا نشان باقی نہیں رہتا۔ تو پھر باقی ماندہ صفتوں میں بھی اندیشہ ہے۔ افسوس ایسی عقلوں اور ایسے اعتقادوں پر کہ جو خدا تعالیٰ کی تمام صفات مان کر پھر چھری ہاتھ میں لے بیٹھتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک ضروری عنصر کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔ افسوس کہ آریوں نے توحید تک ہی خدا تعالیٰ کے کلام پر مہر لگا دی۔ مگر عیسائیوں نے بھی الہام کو کبھی بے مہر رہنے نہ دیا۔ گویا حضرت مسیح تک ہی انسانوں کو ذاتی بصیرت اور معرفت حاصل کرنے کے لئے چشم دید الہاموں کی حاجت تھی۔ اور آئندہ ایسی بدقسمت ذریت ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے محروم ہیں۔ حالانکہ انسان ہمیشہ چشم دید ماجرا اور ذاتی بصیرت کا محتاج ہے"۔

(ضرورت الامام صفحہ ۲۹-۳۰)

آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کے تازہ بتازہ نشان دیکھتی ہے۔ باقی تمام دنیا آج بلحاظ ہر اس کی منکر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین کے تعلق میں کوئی جماعت جماعت احمدیہ کی طرح فعال نہیں ہے جماعت احمدیہ کا ہر فرد جو دلی خلوص سے جماعت میں داخل ہے۔ اس کا ذاتی تجربہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واقعی موجود ہے۔ کم از کم شاید ہی کوئی احمدی ہو گا جس کو دعا کی قبولیت کا ذاتی تجربہ نہ ہوا ہو۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے زندہ نشان نہ دیکھے ہوں۔

مغرب سے طلوعِ شمس کی پیشگوئی

(مکرم مولوی محمد صادق صاحب فاضل سابق مبلغ انڈونیشیا)

تمہید

انڈونیشیا میں ۶ مارچ ۱۹۴۲ء کو جاپانی حکومت قائم ہو گئی تھی اور کہنا چاہیئے کہ ظلم و استبداد کا دور شروع ہو گیا۔ قحط سالی اتنی تھی کہ ہمارے لئے یہاں بیٹھے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ تمام اخبارات اور رسالہ جات بند کر دئے گئے تھے اور تمام مذہبی اور سیاسی انجمنوں کو ختم کر دیا گیا تھا۔ کسی کتاب کا جو مذہب سے تعلق رکھتی ہو شائع کرنا کسی کے خیال میں بھی نہ آ سکتا تھا اور تبلیغ کے تمام دروازے قریباً بند ہو چکے تھے۔ صرف پرائیویٹ ملاقاتیں ہی ایک ذریعہ تھیں۔ جو باقی رہ گیا تھا۔

اس وقت حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ایک کتاب کی تصنیف شروع کی اور اس کا نام البرھان تجویز کیا۔ ارادہ یہ تھا کہ اس میں احمدیت سے متعلقہ تمام مسائل پر سیر حاصل بحث کی جائے۔ چنانچہ جب حضرت امام مہدی کے نشانات کا بیان شروع ہوا تو سب سے پہلے دجال کے متعلق ایک مفصل مضمون سپرد قلم کیا گیا۔ اس کے بعد طلوع شمس پر بحث شروع کی۔ تحقیقات کے دوران مجھے طلوع الشمس من المغرب کے ایک نئے معنے اور تفسیر سمجھ میں آئے جس سے مختلف احادیث جو بظاہر ایک دوسرے کے خلاف تھیں۔ بالکل متفق ہوتی نظر آئیں۔ چنانچہ جہاں میں نے طلوع الشمس من المغرب کے معنے "اسلام کا مغربی ممالک میں غالب ہو جانا" درج کئے وہاں میں نے اس کے دوسرے معنے بھی درج کر دئے۔

افسوس وہ کتاب جو ہزاروں صفحات پر مشتمل تھی۔ پاکستان بننے اور قادیان شریف سے ہجرت کرنے کے زمانہ میں ضائع ہو گئی البتہ طلوع الشمس من المغرب کا دوسرا مفہوم میرے ذہن میں آج تک راسخ رہا جو اس وقت احباب کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اختصار سے کام لے رہا ہوں۔ ممکن ہے کسی وقت خدا تعالیٰ مجھے یا کسی دوسرے دوست کو اس کے متعلق مفصل لکھنے کی توفیق بخشے۔

احادیث متعلقہ طلوع الشمس من المغرب

کو قیامت کے بڑے بڑے نشانات میں سے ایک اہم نشان قرار دیا گیا ہے اور اس کے متعلق بہت سی احادیث اور روایات پائی جاتی ہیں جن میں سے کچھ میں یہاں درج کر رہا ہوں۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من المغرب فاذا طلعت وراٰھا الناس اٰمنوا اجمعین حین لاینفع نفسًا ایمانھا۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۸)

ترجمہ:۔ قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ سورج کا مغرب سے طلوع نہ ہو جب اس کا مغرب سے طلوع ہو گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے لیکن اس وقت ان کا وہ ایمان انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۔ سورج مغرب سے طلوع کرے گا ۲۔ اسکے طلوع کے ساتھ قیامت برپا ہو جائے گی۔ ۳۔ لوگ اس وقت توبہ کریں گے اور ایمان لے آئیں گے لیکن ان کی توبہ اور ایمان انہیں کوئی نفع نہ دے گا۔

یہ تین امور اس حدیث سے بالبداہت ثابت ہیں۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبیحۃ تطلع الشمس من مغربھا یصیر فی الامۃ قردۃ وخنازیر تطوی الدواوین وتجف الاقلام۔" (حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۸) کہ جس دن سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ امت محمدیہ میں بندر اور سؤر بھی پیدا ہوں گے اس سے ثابت ہوا کہ اس وقت امت محمدیہ کا ایک حصہ بندروں کی طرح اغیار کے اشارے پر ناچے گا اور کچھ حصہ سؤر کی طرح ہر کام میں اپنی ضد پر اڑا رہنے پر مصر ہو گا۔

۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"بفرستد خدا تعالےٰ جبریل را بسوئے شمس و قمر و بگوید
کہ رب تعالےٰ امر میفرماید شمارا
کہ برگردید بسوئے مغارب
خویش و طالع شود از انجانیست
ضوء برائے شما نہ ماہ و نہ نور۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۸)

مطلب یہ کہ سورج اور چاند دونوں مغرب سے چڑھیں گے لیکن وہ دونوں ہی بے نور ہوں گے ان دونوں میں کوئی روشنی نہ ہو گی۔

۴۔ پھر اسی روایت میں لکھا ہے:۔

"پس مرتفع شوند ایں ہر دو ہمچو
دو شتر کہ نزاع مے کنند ہر یک
از انہا صاحب خود را در استباق
و فریاد بر آرند اہل دنیا و غافل
شوند مادراں از اولاد"

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۹)

کہ سورج اور چاند دونوں مغرب سے بلند ہوں گے اور دو اونٹوں کی طرح آپس میں جھگڑا کریں گے ہر ایک ان میں دوسرے پر سبقت لے جانا چاہے گا اور اتنا فساد ہو گا کہ ایک دنیا فریاد کرے گی۔ اور مائیں اپنی اولاد کو بھول جائیں گی۔

۵۔ اسی روایت میں لکھا ہے:۔

"ندا کند منادی آگاہ باشید کہ
دروازہ توبہ بند شد و مہروماہ
از مغرب خودہا طلوع نمودند"

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۹)

یعنی ایک منادی ندا کرے گا کہ لوگو! توبہ کا دروازہ بند ہو چکا۔ کیونکہ سورج و چاند مغرب سے طلوع کر آئے۔

۶۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے سوال پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اے عمر! آفریدہ است
خدا بابے برائے توبہ در پس
مغرب و آن از ابواب جنت
است" (حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۹)

ترجمہ:۔ اے عمر! خدائے تعالیٰ نے توبہ کے لئے مغرب میں ایک دروازہ پیدا کیا ہے اور وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ مغربی ممالک میں ایک جنت ہے اور وہاں ہی توبہ کا دروازہ ہے جو بند ہو گا۔

۷۔ پھر لکھا ہے:۔

"در بعض روایات آمدہ کہ
اوّل آیات طلوع شمس از
مغرب است و در بعض خروج
دجال و در بعض خروج دابہ"

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۵۱)

یعنے بعض روایات میں ہے کہ قیامت کے بڑے نشانوں میں سے پہلا نشان جو ظاہر ہو گا وہ طلوع الشمس من المغرب کا ہو گا۔ بعض روایات میں خروج دجال کو پہلا نشان قرار دیا گیا ہے اور بعض روایات میں دابۃ الارض کو"

مطلب یہ کہ صحیح احادیث میں سورج کے مغرب سے طلوع کرنے کو قیامت کے نشانات میں سے پہلا اور اہم نشان قرار دیا گیا ہے۔

۸۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اور گھبرا کر اٹھے اور فرمایا:۔

لا الٰہ الا اللّٰہ من شر
قد اقترب قد فتح الیوم
من ردم یاجوج وماجوج"

یعنی خدائے تعالےٰ پناہ دے اس مصیبت سے جو قریب ہو رہی ہے۔ آج کے دن یاجوج اور ماجوج کی دیوار کو شگاف ہو گیا ہے۔

اس حدیث میں الیوم کا لفظ ہے قرآن مجید میں ہے ان یومًا عند ربک کالف سنۃ مما تعدون کہ تیرے رب کے نزدیک ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔

حدیث اور آیہ کو ملانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یاجوج اور ماجوج ایک ہزار سال کے اندر نکلنا اور دنیا پر پھیلنا شروع ہو جائیں گے۔ اور ان کی وجہ سے سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو پہنچے گا۔

یہ چند احادیث اور روایات ہیں جن میں طلوع الشمس من المغرب کے متعلق چند نشانات پائے جاتے ہیں۔

کیا ظاہری معنی مقصود ہیں؟

سب سے پہلا سوال جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا واقعی سورج (شمس) مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو گا؟؟ اگر واقعی ایسا ہو جائے تو بالفاظ دیگر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ نظامِ عالم درہم برہم ہو جائے حالانکہ احادیث میں بوضاحت درج ہے کہ مغرب سے سورج کے طلوع کے بعد لوگ ایک سو بیس سال تک زندہ رہیں گے۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے یمکث الناس بعد طلوع الشمس من مغربھا عشرین ومأۃ سنۃ (حجج الکرامہ صفحہ ۴۵۲) کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد لوگ ۱۲۰ سال تک رہیں گے۔

پھر ایک اور قابلِ غور امر ان احادیث میں بیان ہوا ہے وہ یہ کہ جب سورج مغرب سے طلوع کرے گا تو وہ سیاہ ہوگا۔ اس میں کوئی نور اور روشنی نہ ہوگی۔ حالانکہ سورج تو ایک ہیبت ناک آگ کا گولہ ہے اور اسی وجہ سے ہی وہ نظر آتا ہے۔ ورنہ کروڑوں میل سے وہ نظر کیسے آسکتا ہے؟ پس یہ امر بالبداہت ثابت ہے کہ اگر فی الواقع یہ روایت صحیح ہے (اور یقیناً صحیح ہے) تو پھر سورج سے مُراد یہ ظاہری سورج نہیں ہے۔ ایک اور بات بھی میرے اس خیال کی تائید کرتی ہے وہ یہ کہ سورج کے طلوع اور غروب کو توبہ کے بند ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کی توبہ موت سے پہلے پہلے قبول ہو جاتی ہے۔ ہاں جب عذاب اُتر آئے یا موت آجائے تو اس وقت کی توبہ کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا توبہ کے قبول ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ پس معلوم ہوا کہ اس سورج سے مراد ہمارا یہ ظاہری سورج نہیں ہے۔

پھر حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ مغرب میں ایک توبہ کا دروازہ ہے اور مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ وہ دروازہ بند ہو جائے گا ظاہر کرتا ہے کہ یہ کوئی ظاہری دروازہ نہیں ہے ورنہ مشرق میں بھی لوگوں کے لئے توبہ کا دروازہ ہونا چاہیئے تھا۔ کیا مشرقی ممالک میں گنہگار انسان نہیں بستے۔ کیا انہیں توبہ کی ضرورت نہیں؟ پس اگر توبہ کے لئے دروازے کی ضرورت ہوتی ہے تو جیسے مغرب میں توبہ کا دروازہ ہے ویسے مشرق میں بھی ہونا چاہیئے تھا لیکن کسی آیت قرآنیہ یا حدیثِ نبوی سے ثابت نہیں ہوتا کہ مشرق میں بھی توبہ کا دروازہ ہے۔

پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ لا الشمس ینبغی لھا أن تدرك القمر کہ سورج کے لئے ممکن نہیں کہ وہ چاند کو پالے لیکن احادیث متعلقہ سے ثابت ہے کہ وہ دونو اکٹھے طلوع کریں گے اور پھر آپس میں جھگڑیں گے بھی۔ چاند اور سورج میں جھگڑا کیسا؟ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ سورج اور چاند سے مُراد ظاہری سورج اور چاند نہیں ہیں۔

یہ چند باتیں ہیں جو ان احادیث میں پائی جاتی ہیں اور ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان احادیث میں سورج سے مُراد یہ ظاہری سورج نہیں اور نہ ہی یہ ظاہری چاند ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہم علم رؤیا سے معلوم کریں کہ طلوع الشمس من المغرب سے کیا مُراد ہے۔

دراصل سورج کا مغرب سے چڑھنا یہ ایک پیشگوئی ہے اور پیشگوئیوں میں سے بعض تو ظاہر پر محمول ہوتی ہیں اور بعض تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین (سورہ الدخان) کہ اے محمد! اس دن کا انتظار کر جس دن کہ آسمان دھواں لائے گا۔" اس "دھواں" کے متعلق لکھا ہے کہ اس سے مُراد قحط تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع ہوا۔ نہ کہ سچ مچ "دھواں"۔

اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے فرمایا اولکن لحوقًا بی اطولکن یدًا کہ میرے وفات پا جانے کے بعد تم میں سے سب سے لمبے ہاتھوں والی پہلے وفات پا کر مجھے ملیگی۔" اس پر آپ کی بیویوں نے اپنے ہاتھ ناپے سب سے لمبے ہاتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے تھے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جو بیوی فوت ہوئی وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا (امّ المساکین) تھیں جو سب سے زیادہ سخی تھیں۔ معلوم ہوا کہ "لمبے ہاتھوں" سے مُراد "سخاوت" تھی۔ اگر یہ تعبیر نہ مانی جائے تو سرے سے پیشگوئی ہی جھوٹی ٹھہرتی ہے۔

ایسے ہی یہ زیر بحث پیشگوئی بھی ظاہر پر محمول نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی تعبیر تلاش کریں اور جیسا کہ میں ثابت کروں گا علم تعبیر کے مطابق سورج کا مغرب سے طلوع ہونا جو معنے رکھتا ہے اس کے مطابق یہ پیشگوئی بڑی شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہو چکی ہے اور اس تعبیر کے مطابق قریباً تمام احادیث کا اختلاف بھی بڑی آسانی سے دور ہو جاتا ہے اور وہ الجھنیں جو اسے ظاہر پر محمول کرنے سے پیش آتی ہیں وہ بھی باقی نہیں رہتی ہیں۔

(باقی)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے
کہ وہ اخبار الفضل خود
خرید کر پڑھے!

مخلصینِ جماعت کے لئے ماہِ ستمبر کی اہمیت

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہجری شمسی سن کا اجرا فرمایا ہوا ہے اس کے نویں مہینے کا نام ماہ تبوک ہے جو عیسوی شمسی سال کے ماہِ ستمبر پر منطبق ہوتا ہے۔ اس مہینہ میں سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ تبوک پیش آیا۔

تاریخ اسلام بتلاتی ہے کہ مسلمانوں سے جنگِ موتہ کا انتقام لینے کے لئے غسانی بادشاہ نے ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا تھا اسے ہرقل قیصرِ روم کی امداد بھی حاصل تھی۔ غرض یہ تھی کہ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو کمزور کر دے۔ اس کے تدارک کے لئے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام قبائل کو پہنچنے کے ارشادات صادر فرمائے۔ چنانچہ جب اسلامی لشکر تمام اطراف سے جمع ہو گیا تو اس کے لئے زادِ راہ کا مسئلہ حل کرنا ضروری تھا۔ سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چندہ کی اپیل فرمائی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے حتی المقدور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

حضرت عثمان غنیؓ نے اپنا تمام تجارتی مال جسے آپ بطور سرمایہ ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہونے والے تھے چندہ میں دے دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنا آدھا مال اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کُل اثاث البیت پیش کر دیا۔

مناسب تیاری کے ساتھ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں جب مسلمانوں کا یہ لشکرِ جرار جو تیس ہزار فدائیوں پر مشتمل تھا چشمۂ تبوک پر پہنچا تو دشمن اس قدر مرعوب ہو گیا کہ وہاں پر بیس روز کے قیام کے باوجود کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔ چونکہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد قیامِ امن تھا اس لئے آنحضورؐ نے دشمن کا تعاقب نہ فرمایا۔ اس اثناء میں بعض چھوٹی چھوٹی عیسائی حکومتوں سے معاہدات عمل میں آئے جب اس علاقہ میں امن و امان کے متعلق آنحضورؐ کو اطمینان ہو گیا تو آنحضورؐ نے لشکر کو واپسی کا ارشاد فرما دیا۔

مجاہدینِ تحریکِ جدید کے لئے ایک اہم سبق

جماعتِ احمدیہ کے لئے بالخصوص تحریکِ جدید کے مجاہدین دفتر اوّل و دفتر دوم کے لئے اس ایک ہی غزوہ میں جو کہ نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ بے شمار قیمتی اسباق مضمر ہیں۔ ان میں سے ایک زرّیں سبق مالی قربانی کا ہے جسے مخلصین جماعت کو جنگِ تبوک کی نسبت سے ماہِ ستمبر میں خاص طور پر پیشِ نظر رکھنے کی ضرورت ہے اس لئے جماعتوں سے درخواست کی گئی ہے کہ یکم ستمبر سے ہفتہ تحریک جدید منائیں اور اشاعتِ اسلام کے جہاد کیلئے جنگِ تبوک کی سی قربانیاں پیش کریں۔

اللہ تعالےٰ جملہ افرادِ جماعت کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور جلد از جلد تمام اکنافِ عالم میں اسلام کا بول بالا ہو جائے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

درخواستہائے دُعا

۱۔ مکرم مولوی محمد تقی صاحب قادیانی کی صاحبزادی مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ (اہلیہ مکرم صالح شبیبی صاحب مبلغ انڈونیشیا) کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ وہ شدید بیمار ہو گئی تھیں۔ اب اگرچہ آفاقہ ہے لیکن تکلیف ابھی پوری طرح رفع نہیں ہوئی۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جلد کامل صحت سے نوازے۔

(وکیل المال تحریک جدید)

۲۔ میرا بیٹا عزیز ماہر احمد چھ سات روز سے بعارضہ بخار بیمار ہے اور بڑا کمزور ہو گیا ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس افراد اور درویشانِ قادیان سے عاجزانہ طور پر دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ (پرویز پرواذی)

۳۔ میرا بھائی محمد بشیر مھن کمبائنڈ ملٹری ہسپتال سیالکوٹ میں بیمار ہے۔ احباب جماعت اس کی صحت کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس کو جلد شفا بخشے۔ آمین۔

(چوہدری) عبد الحمید اختر اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ربوہ

والد ماجد مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر کا ذکرِ خیر

(مکرم داؤد طاہر صاحب ابن مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مرحوم)

(۵)

بزرگوں سے محبت و عقیدت

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اکثر معروف صحابہ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور ان کی زبانی حضور علیہ السلام کے واقعات سنتے رہتے۔ آپ ہمیشہ خواہ کیسا بھی موسم ہو کوٹ پگڑی پہنے رکھتے تھے مکرم محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے مجھ سے ذکر کیا کہ "ایک دفعہ مولوی صاحب میرے پاس آئے بوجہ شدت گرما پسینہ سے جسم تر تھا۔ میں نے پوچھا کہ اتنی گرمی میں بھی آپ یہ تکلفات نہیں چھوڑ سکتے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ خود آپ لوگوں کا ہی تو کہنا ہے حضور علیہ السلام کوٹ پگڑی اور چھڑی کے بغیر نہیں نکلتے تھے۔ میں سوچتا ہوں اور کچھ نہیں تو اسی بہانے حضور علیہ السلام کی کم از کم ظاہری طور پر اتباع ہی سہی" یہ واقعہ کتنا چھوٹا سا ہے۔ لیکن اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کی عقیدت کا اندازہ ضرور ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ کو بہت محبت تھی اور اسی محبت کی بناء پر آپ نے پچھلے تین چار سالوں میں آپ کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا اور دن رات کی محنت شاقہ کے بعد اخبارات و رسائل میں سے حوالہ جات اکٹھے کئے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ ایک جامع کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر افسوس عمر نے وفا نہ کی اور ان کا یہ ارادہ تشنۂ تکمیل ہی رہا۔ حضرت فضل عمر سے بھی آپ کو خاص عقیدت تھی اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کو اپنی ملازمت کا تقریباً تمام عرصہ ہی حضور ایدہ اللہ کے ساتھ کام کرنے کی سعادت حاصل رہی۔ گھر میں آپ اکثر ان کے حالات اور ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کرتے رہتے تھے اور یہ باتیں کچھ اس انداز سے بیان کرتے کہ ہمیں یوں محسوس ہونے لگتا گویا ہم ان کی مجلس میں بیٹھے ہیں۔

زندگی میں جب بھی کوئی مشکل مقام آتا آپ کے قدم ڈگمگاتے نہیں بلکہ آپ ہر مشکل اور مصیبت کا بڑی دلیری، بہادری اور صبر سے مقابلہ کرتے۔ خدا پر پورا توکل رکھتے اور فرماتے مجھے اپنے زندہ خدا پر پورا پورا یقین ہے اس نے کبھی کسی مشکل کے وقت میرا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ ہمیشہ میری مدد کی ہے۔ اس لئے مجھے کبھی بھی تکلیف کے وقت گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ گھر کا کوئی فرد کبھی اپنی پریشانی کا اظہار کرتا تو آپ بڑے ہی یقین سے فرماتے "اللہ فضل کرے گا" اور ان کے اس فقرے سے ایسا سکون مل جاتا گویا سب کلفتیں ختم ہو چکی ہیں۔

جن لوگوں نے سلسلہ کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں تقریباً سبھی ہی مالی تنگی کا شکار رہے ہیں۔ ابا جان بھی ایسی مشکلات میں سے گذرتے رہے مگر جو کچھ ملتا اس پر نہایت صبر اور شکر سے قانع رہتے اور کبھی بھی ان کے منہ سے ناشکری کے کلمات میں نے نہیں سنے چھوٹی چھوٹی بات پر الحمد للہ کہتے ہیں بھی ہمیشہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنے کی تلقین کرتے اور اسلام کی تعلیم کی روشنی میں اکثر ہمیں کہتے "بیٹا الحمد للہ کہنے کی عادت ڈالو اور ہمیشہ خدا کا شکر ادا کرو تا خدا تمہیں مزید دے اور پہلے سے بڑھ کر اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔"

مجھے یاد ہے میری بہنوں کی شادیاں ہوئیں لیکن شادی سے کچھ عرصہ قبل تک آپ کے پاس روپیہ کا کوئی انتظام نہ ہوتا۔ امی جان بعض دفعہ گھبراہٹ کا اظہار کرتیں کہ یہ کام کیسے ہو گا۔ لیکن ابا جان مرحوم و مغفور ہمیشہ انہیں تسلی دلاتے اور فرماتے "خدا سب میرے کام کر دے گا اور ہماری آنکھوں نے آپ کے طفیل بارہا آیت قرآنی "ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب" کی صداقت کا مشاہدہ کیا خدا تعالیٰ ہمیشہ ان کی ایسے طور سے مدد کرتا رہا۔ جہاں سے اس امداد کے ملنے کا آپ کو وہم و گمان تک نہ ہوتا تھا۔ جب کبھی روپیہ کی ضرورت ہوتی آپ کو روپیہ فراہم ہو جاتا اور جب کبھی کسی اور چیز کی آپ کو ضرورت ہوتی وہ بھی دستیاب ہو جاتی۔

لین دین کے معاملات میں صفائی

ابا جان مرحوم و مغفور کی زندگی میں بارہا ایسے لمحات آئے۔ اور شاید متوسط طبقے کے ہر شخص کو ایسے لمحات کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے۔ جب پیسے کی ضرورت تھی لیکن پاس پیسہ موجود نہ ہونے کے سبب سے قرض لینا لابدی ہو گیا۔ قرض لینے کو تو ہر شخص لے لیتا ہے لیکن اس کی بروقت ادائیگی کا فکر بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ ابا جان مرحوم و مغفور میں یہ خصوصیت بڑی نمایاں تھی کہ جب کبھی کسی سے آپ نے ادھار رقم لی۔ سوائے اس کے کہ حالات نہایت ہی ناسازگار ہوں۔ ہمیشہ موعودہ مدت کے اندر اندر لوٹانے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کی۔

ایک دفعہ آپ کو خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب (سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ) سے کچھ رقم قرض لینے کا اتفاق ہوا۔ خدا کی دی ہوئی توفیق سے وعدے کے مطابق آپ کی رقم کی ادائیگی ہو گئی تو محترم خان صاحب موصوف نے آپ کو شکریہ کا خط بھیجتے ہوئے لکھا۔

"... ... آج کل آپ کا منی آرڈر ملا۔ مری حیرانگی کی کوئی انتہا نہ تھی کہ آپ نے احمدیت کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا! مجھے یہ وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ آپ اتنی جلدی فرما دیں گے اور آپ کو کسی یاد دہانی کی ضرورت نہ ہو گی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء ...... میں آپ کے اس اعلیٰ نمونہ کی وجہ سے آگے سے بڑھ کر آپ کا گرویدہ ہوں فی زمانہ میرے تجربہ میں یہی آیا ہے۔ کہ جن کی مدد کی وہی تکلیف کا موجب بنا ... میں نے آپ کی رسید پر کانٹا پھیر دیا ہے ...... میں انشاء اللہ آئندہ سے اپنے پاس رکھوں گا کہ دنیا میں ایسے بزرگوار بھی موجود ہیں جو اپنے وعدہ کو حرف بحرف پورا کرتے ہیں بلکہ نیکی میں تعجیل ....!"

ہمت افزائی

آپ ہر شخص کی ہمت افزائی کرتے جو کہ اپنی تحریر کی قوت بڑھانے اور اس میں زور پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہوتا۔ میں نے بسا اوقات دیکھا کہ کئی لوگ آپ کے پاس اصلاح کے لئے اپنے مضامین وغیرہ لاتے آپ بڑی محنت اور توجہ سے ان کی اصلاح فرماتے اور کئی دفعہ تو مضمون کا اکثر و بیشتر حصہ کاٹ کر خود انہیں لکھنا پڑا۔ اسی طرح بعض لوگ اپنے نام سے چھپوانے یا کسی مقابلہ وغیرہ کے لئے آپ سے مضمون لکھنے کی فرمائش کرتے تو آپ کمال خوشی سے اس فرمائش کو پورا کرنے کا وعدہ کر لیتے اور معینہ مدت کے اندر اس وعدہ کو ایفا کرنے کی کوشش کرتے۔

لوگوں کی فرمائش پوری کرنے کے پیچھے جہاں آپ کے اندر یہ جذبہ کارفرما تھا کہ اگر انسان کسی کے کام آسکتا ہے تو ضرور آنا چاہیئے وہاں اس کے پیچھے یہ خیال بھی کام کر رہا ہوتا کہ شاید اسی طرح کسی کے اندر لکھنے کا شوق پیدا ہو جائے اور عین ممکن ہے آپ کی اس ہمت افزائی اور محنت کے طفیل وہ کسی دن خود کو اپنی قلمی خدمات کے ذریعہ دین و دنیا کے لئے ایک کار آمد وجود ثابت کر سکے۔

گفتگو

آپ کا انداز اور موضوعِ گفتگو عام طور پر کیا تھا۔ اس سوال کا جواب مکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے الفاظ میں سنئے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"جتنی دیر بھی بیٹھتے برابر نہایت شگفتہ اور دلچسپ ادبی و علمی گفتگو کرتے رہتے۔ اسلام کے بڑے بڑے مشاہیر کے متعلق عجیب عجیب خیالات کا اظہار فرماتے۔ تاریخ اسلام کے بعض اہم اور مشہور واقعات پر بہت ہی دلچسپ پیرایہ میں تنقید کرتے خود بھی ہنستے اور مجھے بھی ہنساتے اور یہ سلسلہ دیر تک بہت ہی پرلطف طریقہ پر جاری رہتا... ایک دن بھی ایسا نہیں ہوا کہ کبھی مولوی صاحب نے ذاتیات یا گھریلو معاملات یا آپس کے تعلقات کے متعلق کچھ ذکر کیا ہو۔ کسی شخص یا اشخاص کی غیبت کی ہو دوستوں کا گلہ یا دشمنوں کی شکایت کی ہو کسی کی دشمنی اور مخالفت کا تذکرہ کیا ہو۔ کسی کی کوئی برائی یا عیب بیان کیا ہو۔ یا زمانہ کی بے مہری یا ابنائے زمانہ کی بے وفائی کا شکوہ کیا ہو۔ بس خالص علمی اور ادبی گفتگو ہوتی تھی یا تاریخی اور اسلامی معاملات پر رائے زنی۔ اور اسی میں مولوی صاحب بڑے خوش رہتے تھے...."

صرف گھر سے باہر ہی گفتگو کا یہ نقشہ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ گھر میں بھی آپ اسی قسم کی علمی ادبی اور مذہبی گفتگو فرماتے رہتے اسلام اور احمدیت کے تاریخی واقعات اور اپنے تجربات سے آگاہ کرتے رہتے تمام باتوں میں مزاح کا عنصر نمایاں ہوتا تھا۔ بات بات پر ہنساتے اور کبھی بھی محفل پر اداسی یا بوریت کا غلبہ نہ رہنے دیتے۔ لطائف اور ظرافت کے خوگر تھے۔ خود بھی خوش رہتے اور دوسروں کو بھی خوش رکھتے۔ باقی

ضرورت ہے

"فضل عمر ہوسٹل میں ایک مددگار کارکن کی ضرورت ہے۔ عمر ۳۰ اور ۴۰ سال کے درمیان ہو۔ امیدوار محنتی، شریف اور دیانتدار ہو۔ درخواستیں زعیم صاحب خدام الاحمدیہ کی سفارش اور تصدیق کے ساتھ پرنسپل صاحب کے نام آنی چاہئیں..."

Warden

فضل عمر ہوسٹل - ربوہ

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دئے گئے ہیں۔ وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مثل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان۔ سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبانِ وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مثل نمبر ۱۷۹۲۴ میں مولا بخش ولد فضل احمد صاحب قوم آوان پیشہ بیکاری عمر تقریباً ۰۰۱ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۹ء ساکن بھیرہ ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۵/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری ذاتی جائیداد صرف ایک رہائشی غلافی کمرہ ہے جس کی قیمت اندازاً ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں۔ میں جائیداد مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔

میں بوجہ پیری ضعیفی کے کوئی کام نہیں کرسکتا البتہ میری ماہوار آمدنی پنشن فوجی مبلغ بیس روپے ماہوار ہے۔ نیز مجھے لڑکوں کی طرف سے ۱۵/- روپے ماہوار بطور گذارہ ملتا ہے۔ میں اس کل آمدنی ۳۵/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جاوے گی۔

العبد:۔ مولا بخش ولد فضل احمد صاحب بھیرہ۔ ضلع سرگودھا۔

گواہ شد:۔ فضل الرحمٰن سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ بھیرہ۔

گواہ شد:۔ غلام سرور ملک اور میر پسر موصی۔

مثل نمبر ۱۷۹۲۵:۔ میں نعیم رشید ولد محمد انور رشید صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ۹۹/۴ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میری ماہوار آمدنی ۱۰/- روپے جیب خرچ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے۔

العبد: نسیم رشید ولد محمد انور رشید ۹۹/۴ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

گواہ شد:۔ محمد انور رشید والد موصی

گواہ شد:۔ رحیم بخش ولد گوہر الدین صاحب سیکرٹری مال مرکزی جماعت احمدیہ راولپنڈی

مثل نمبر ۱۷۹۲۶:۔ میں فرحت رشید بنت محمد انور رشید صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۱۶ سال پیدائشی احمدی ساکن ۹۹/۴ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میری ماہوار آمد مبلغ دس روپے جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے

الامتہ:۔ فرحت رشید بنت محمد انور رشید ۹۹/۴ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

گواہ شد:۔ محمد انور رشید والد موصیہ

گواہ شد:۔ رحیم بخش ولد گوہر الدین صاحب مرکزی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ راولپنڈی

مثل نمبر ۱۷۹۲۷:۔ میں رفعت رشید بنت انور رشید قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۱۵ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن ۹۹/۴ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میری ماہوار آمد مبلغ دس روپے جیب خرچ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

الامتہ:۔ رفعت رشید بنت محمد انور رشید سٹیلائٹ ٹاؤن ۹۹/۴ راولپنڈی

گواہ شد:۔ محمد انور رشید والد موصیہ

گواہ شد:۔ رحیم بخش ولد گوہر دین صاحب مرکزی سیکرٹری مال۔ جماعت احمدیہ راولپنڈی

مثل نمبر ۱۷۹۲۸ میں امۃ القیوم بنت غلام محمد صاحب قوم جٹ ساہی پیشہ خانہ داری عمر تیس سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ۔ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد غیر منقولہ محلہ دارالصدر غربی الف میں سکنی زمین دس مرلے قطعہ ۳/۱۲ بمع ۱/۲ حصہ مکان تعمیر شدہ میری ملکیت ہے۔ جسکی موجودہ قیمت دس ہزار (معہ کی) پندرہ سو اٹھائیس روپے ہے۔ نیز محلہ باب الابواب میں بھی سکنی زمین صرف پانچ مرلے قطعہ ۴/۳ میں ہے مالیتی ۵۰۰/- اور ایک دلیٹ روپے قیمتی بیالیس روپیہ کی ہے مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی ہوں۔ اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میرا کوئی ذریعہ آمد نہیں میرا گذارہ میرے والد کے ذمہ ہے۔ اگر کبھی کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ:۔ امۃ القیوم بنت غلام محمد صاحب دارالصدر غربی الف مکان ۲/۱۲

گواہ شد:۔ غلام محمد والد موصیہ

گواہ شد:۔ امۃ الحفیظ عفت دارالصدر غربی ربوہ

مجلۃ الجامعہ

مغربی ذہن آج کے انسانی مسائل کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے؟ یہ معلوم کرنے کیلئے یورپی زبانوں سے ناواقف اردو دان طبقے کو بہت مشکل پیش آتی تھی۔ اس مشکل کے حل کے لئے ہی مجلۃ الجامعہ کے شمارہ ۸ سے ایک خصوصی کالم اخبار و آراء کے عنوان سے شروع کیا جارہا ہے اس کالم میں عالمی شہرت کے رسائل و اخبار کی آراء پیش کی جائیں گی۔ ملنے کا پتہ جامعہ احمدیہ ربوہ۔ قیمت سالانہ ۶/- فی شمارہ ۱-۵۰

جوڑوں کے درد

"پینز کیور" (PAINS CURE) کی

صرف چار طاقتور خوراکوں سے دور ہو جاتے ہیں افاقہ صرف دو خوراکوں سے ہی ہو جاتا ہے اور لوگوں کے علاوہ — پاکستان میں

ملک سلیم احمد صاحب ناصر بی اے ایل ایل بی۔ ربوہ

بھارت میں

ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان

اور — یورپ میں

سیدکمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے نیویا ذاتی تجربہ سے اس کی تصدیق فرما چکے ہیں۔

بذریعہ منی آرڈر مکمل کورس ۱۰/- ایک دو خوراک ۳/۶

بذریعہ وی پی مکمل کورس ۱۱/۲۵ پہلی دو خوراک ۲/۲۵

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۲۵ مرشل بلڈنگ مال لاہور

ولادت

"میری بہو عزیزہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ عزیز محمود احمد خان کو امریکن ہسپتال کراچی میں ۱۴ اگست کو خدا کے فضل و کرم و رحم سے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ الحمد للہ۔ زچہ اور بچی کے لئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بزرگان سلسلہ درویشان قادیان دارالامان واحباب کرام دعا فرمادیں دونوں صحت و عافیت کے ساتھ رہیں۔ اور بچی باعمر بااقبال باخدا والدین۔ خاندان اور سلسلہ کے لئے قرۃ العین ہو۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام "امۃ اللطیف" تجویز فرمایا ہے۔"

عبدالکریم احمد عفا اللہ عنہ

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے

پاکستان کے خلاف جارحانہ عزائم ہندوستان کے حق میں نقصان دہ ہوں گے

صدر محمد ایوب خان کی ماہانہ نشری تقریر

راولپنڈی یکم ستمبر۔ صدر محمد ایوب خان نے قوم کے نام اپنی ماہانہ نشری تقریر میں پڑوسی ملکوں خصوصاً پاکستان اور کشمیر کے خلاف ہندوستان کے جارحانہ عزائم کی شدید مذمت کی ہے اور متنبہ کیا ہے کہ اس کی موجودہ پالیسی کے نتائج اس کے اپنے حق میں نقصان دہ ہوں گے صدر مملکت نے اس بات پر بھی افسوس کا اظہار کیا ہے کہ ہندوستان تمام بین الاقوامی وعدوں سے منحرف ہو گیا ہے اس نے مسئلہ کشمیر پر امن طور پر حل کرنے کی بجائے اسے زبردستی ہندوستان کا حصہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

صدر کی تقریر کا مکمل متن یہ ہے:-

میرے عزیز ہم وطنو! السلام علیکم

میں جس وقت آپ سے خطاب کر رہا ہوں کشمیر میں جنگ کی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اس جنگ کی تمام تر ذمہ داری بھارت پر عائد ہوتی ہے۔ کئی ماہ سے جموں و کشمیر کی سرحد پر گولیوں کا تبادلہ ہو رہا تھا موجودہ تباہ کن صورت حال اسی کا نتیجہ ہے مختلف مقامات پر دونوں ملکوں کی فوجوں میں جھڑپیں بھی ہو چکی ہیں۔

بھارتی جارحیت

ہندوستان نے مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں کی بغاوت پر قابو پانے میں ناکام ہو کر خط متارکۂ جنگ کی خلاف ورزیاں شروع کر دی ہیں۔ بھارتی فوج توپوں کے ذریعہ پاکستانی علاقے پر گولہ باری کر رہی ہے ۲۸ر اگست کو موضع اعوان ضلع گجرات پر بے شمار گولے برسائے گئے جس کے سبب بیس بے گناہ مسلمان شہید اور بہت سے زخمی ہو گئے۔ لاتعداد مکانات بھی تباہ ہو گئے۔

اس کے بعد بھارتی فوج خط متارکۂ جنگ کی مسلسل خلاف ورزیاں شروع کر دیں جن میں شمالی کرگل کی تین خالی چوکیوں پر دوبارہ جارحانہ قبضہ بھی شامل ہے قابل ذکر امر یہ ہے کہ ان چوکیوں پر بھارتی وزیر اعظم کی دہلی میں جلسہ عام میں جارحانہ دھمکی کے چند گھنٹے بعد ہی دوبارہ زبردستی قبضہ کر لیا گیا بعد ازاں بھارتی وزیر دفاع نے پارلیمنٹ میں اس بات کا اعلان بھی کیا کہ اگر ضرورت پڑے تو ہندوستانی فوج خط متارکۂ جنگ عبور کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گی اس نے اس دھمکی کو عملی جامہ بھی پہنا لیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آئندہ بھی ایسا کرے گا۔ ہندوستان نے بین الاقوامی معاہدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پونچھ اوڑی سیکٹر میں مزید سرحدی خلاف ورزیاں کیں۔ لیکن بھارت کے یہ جارحانہ اقدامات زیادہ دیر تک برداشت نہیں کئے جا سکتے آئندہ اس قسم کے اقدام کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

اب دنیا یہ سوال کر سکتی ہے کہ ہندوستانی کشمیر کی جنگ میں الجھنے کے لئے کیوں اس قدر بے چین ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہندوستانی حکمران اپنی سامراجی مہم جوئی جو انھوں نے جوناگڑھ اور حیدر آباد پر قبضہ کرنے کے ساتھ اور بعد میں گوا کو قبضہ میں لا کر شروع کی تھی آج کشمیر سخت خطرے میں ہے۔

جموں اور کشمیر کے عوام جو ہندوستانی سامراج کے مظالم کے تحت ایک مدت سے پس رہے تھے اب ہندوستانی سامراج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ہندوستان کی یہ کوشش کہ وہ اپنے خلاف اس عوامی بغاوت کو خط متارکہ کے پار سے مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونے والے چند لوگوں کا کام بتاتا ہے دنیا کو فریب دینے کی بے حد افسوسناک کوشش ہے مگر جس کو ہندوستان کے مقبوضہ کشمیر کی تحریک آزادی کی ذرا سی بھی سن گن ہے اسے بھی ہندوستان دھوکہ نہیں دے سکتا۔ کشمیریوں نے ۱۹۳۱ء میں سب سے پہلے ڈوگرہ مظالم کے خلاف بغاوت کی تھی جس کے ۱۹۴۶ء میں کشمیر چھوڑ دو کی مہم چلائی گئی اور پھر ۱۹۴۷ء میں دوبارہ مکمل بغاوت ہوئی جس کے بعد کشمیر کا ایک حصہ سری نگر سے کٹ گیا۔

جب ۱۹۵۳ء میں شیخ عبداللہ کو وزارت عظمیٰ سے برخواست کر کے گرفتار کیا گیا تھا اس وقت بھی کشمیر میں وسیع پیمانہ پر فسادات ہوئے تھے اس کے پانچ سال بعد جنوری ۱۹۵۸ء میں دوبارہ شیخ عبداللہ کی گرفتاری پر آگ کے شعلے بھڑکنے لگے تھے پھر ۱۹۶۴ء میں موئے مقدس کی چوری پر مقبوضہ کشمیر میں عوامی بغاوت ہوئی تھی۔ مہینوں تک مقبوضہ کشمیر کا نظم و نسق معطل ہو کر رہ گیا تھا اور آزاد مبصروں کے مطابق یوں لگتا کہ مقبوضہ ریاست میں مذہبی اور سیاسی بغاوت کا حیرت انگیز ڈرامہ کھیلا جا رہا تھا پھر اسی سال ہی میں جب شیخ عبداللہ کو مختصر وقفہ کے بعد پھر گرفتار کیا گیا تھا جموں اور کشمیر کے عوام نے ہندوستانی حکومت کے خلاف تشدد آمیز مظاہرے کئے تھے ان مظاہروں کے سلسلہ میں سینکڑوں لوگ ہلاک سینکڑوں زخمی اور سینکڑوں گرفتار ہوئے۔ دنیا کو عوامی تحریک کی تفصیلات سے بے خبر رکھنے کے لئے ۱۶ کشمیری اخبارات مکمل بند کر دیئے گئے۔

موجودہ عوامی بغاوت ہندوستان کے قبضہ سے جموں اور کشمیر کو نجات دلانے کے لئے عوام کی یہ آخری جرأت مندانہ اور پرعزم جدوجہد ہے ۸ر اگست کو صدائے کشمیر نے انقلابی کونسل کی تشکیل اور قومی حکومت کے قیام کا اعلان کیا ریاست کے تمام حصوں میں لڑائی چھڑ گئی اور خود سری نگر کے اندر محب وطن دستوں اور ہندوستان کی قابض افواج کے درمیان تصادم ہوئے اس وقت مجاہدین آزادی کے گروہ ہندوستان کی قابض فوج سے نہایت بہادری کے ساتھ لڑ رہے ہیں جو مقامی آبادی پر انتہائی گھناؤنے مظالم ڈھا رہی ہے ہندوستانی فوج اپنے مظالم کے سلسلہ میں اب اس حد تک چلی گئی ہے کہ وہ پورے پورے گاؤں کو آگ لگا دیتی ہے اور آگ سے بچنے کی خاطر بھاگنے والے لوگ کشمیری مرد و عورتوں اور بچوں کو اندھا دھند اپنی گولیوں کا نشانہ بناتی ہے سری نگر میں بٹ مالو کی مسلم آبادی کو بے رحمی سے جلا کر خاک کر دینا دنیا کے ضمیر کو بیدار کر دے گا۔

ہر وہ شخص جو آزادی سے محبت کرتا ہے اس کا دل جموں اور کشمیر کے عوام کی ہمت حوصلہ اور بہادری کے لئے احترام اور تحسین سے مملو ہے مجاہدین آزادی نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں وہ بڑی نمایاں ہیں اور ان کے بہادرانہ کارنامے ان سب کے حوصلے افزا ہوں گے جو ان کے مختلف حصوں میں اپنی آزادی کی جدوجہد میں مصروف ہیں ان محب وطن عوام نے جو آزادی کی مشعل روشن کی ہے اس سے شہر بہ شہر اور قریہ بقریہ آزادی کی روشنی پھیل رہی ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے لوگ بے ساختہ ان کے کارناموں کو خراج تحسین ادا کر رہے ہیں۔ اور ان کشمیری مجاہدین کی حمایت کر رہے ہیں اور دنیا کے ذمہ دار حلقوں نے رائے ظاہر کی ہے کہ بھارت کو چاہیئے کہ اس نے کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کے ساتھ جو وعدے کئے تھے انہیں پورا کرے اور وہاں آزادانہ اور منصفانہ رائے شماری کرائے۔

۸ر اگست کو جب مقبوضہ کشمیر میں عوامی بغاوت کا آغاز ہوا تو بھارتی رہنماؤں نے دھنا دھند یہ ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا کہ جنگ بندی لائن کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ بھارتی رہنماؤں کے دلوں میں جنگ بندی لائن کے احترام کا یہ جذبہ محض اس لئے اٹھا تھا کہ وہ دنیا کی توجہ اس امر کی جانب سے ہٹانا چاہتے تھے کہ مسئلہ کشمیر کی اصلی اخلاقی بنیاد کیا ہے۔ لیکن جلد ہی ہندوستانی حکمران اپنے اصلی رنگ میں دنیا کے سامنے آ گئے اور انہوں نے بار بار جنگ بندی لائن کی خلاف ورزیاں کیں اور آزاد کشمیر کے علاقے کی بعض دور افتادہ چوکیوں پر قبضہ جما لیا۔

بھارتی رہنما اور اخبارات اب نہایت فخر کے ساتھ اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ بھارت نے جنگ بندی لائن عبور کر لی ہے یہ ہے وہ جذبۂ احترام جو ہندوستانیوں کے دلوں میں جنگ بندی لائن کے لئے ہے ان حالات میں اگر کوئی شخص آزاد کشمیر یا پاکستان کے کسی حصہ سے ان بہادر کشمیریوں کی مدد کے لئے جائے جو درندہ صفت بھارتی قابض فوج کے ساتھ زندگی اور موت کی جنگ میں مصروف ہیں تو بھارت کو اس پر اب اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔ ہندوستان کی تاریخ وعدہ شکنیوں سے بھری پڑی ہے چنانچہ حالیہ مثال رن کچھ کے معاہدہ کے سلسلہ میں وزرائی کانفرنس کے انعقاد سے انکار ہے۔

اگر ان کی مصلحت کا تقاضا ہو تو ہندوستانی قیادت ذاتی وعدوں کے تقدس اور احترام کو بھی نظر انداز کر دیتی ہے۔ ہندوستان کے وزیر اعظم مسٹر لال بہادر شاستری نے ایک غیر ملکی نامہ نگار کو حال میں بیان دیتے ہوئے یہ کہا کہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کو کراچی میں ان کی اور میری ملاقات کے دوران میں انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ہندوستان کشمیر کے بارے میں اپنی پوزیشن تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں ہے اور یہ کہ اگر میں دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات کی بہتری چاہتا ہوں تو ہم دونوں کو کشمیر چھوڑ کر دوسرے مسائل پر یکے بعد دیگرے گفتگو کرنی چاہیئے صدر ایوب نے کہا ہے کہ اس ملاقات کا ریکارڈ درست رکھنے کے لئے میں مسٹر شاستری کو یاد دلاؤں گا کہ جب میں نے ان سے کہا کہ پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات کی راہ میں سب سے عظیم رکاوٹ مسئلہ کشمیر ہے انہوں نے فوری طور پر تسلیم کیا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کی ضرورت ہے لیکن انہوں نے کہا کہ میں اس وقت اپنے آپ کو اس قدر طاقتور نہیں سمجھتا کہ اپنے عوام کو بھی اس پر آمادہ کر لوں۔ میں نے ان سے کہا کہ ہندوستان کے وزیر اعظم کی حیثیت سے آپ کا یہ فرض ہے کہ اپنے ملک کی رائے عامہ کو کشمیر کے اطمینان بخش حل پر آمادہ کر لیں ہو سکتا ہے کہ آپ پر ملک کے بعض عناصر نکتہ چینی بھی کریں لیکن ہندوستان کے عوام کی بھاری اکثریت آپ کا شکریہ ادا کرے گی کہ انہیں ایک زبردست تشویش سے نجات مل گئی چنانچہ مسٹر شاستری نے مجھ سے اتفاق کرتے ہوئے کچھ وقت انتظار کرنے کے لئے کہا لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس مہلت کو مسئلہ کشمیر کے اطمینان بخش حل کے لئے رائے عامہ کو تیار کرتے وہ بعض آئینی تدبیروں سے کشمیر کو ہندوستان میں ضم کرنے کے ارادہ پر تیار ہو گئے جس کا ریاست جموں کشمیر کے سلسلہ میں نہ کوئی اخلاقی جواز ہے اور نہ قانونی۔

مسٹر شاستری جس طرح دیگر متنازعہ مسائل کو یکے بعد دیگرے حل کرنے کے خواہشمند ہیں اسی طرح انہیں جبراً بھارتی مسلمانوں کو مشرقی پاکستان کی سرحد سے ملحقہ علاقوں سے دھکیلنے کی پالیسی ترک کر دینی چاہیئے۔ ملاقات کے دوران میں نے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی۔ ان مسلمانوں کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں انھوں نے اس سلسلے میں مناسب اقدام پر رضامندی ظاہر کی تھی اور وعدہ کیا کہ جونہی اس مسئلے پر بات چیت کا مناسب بندوبست ہو گیا وہ اس سے آگاہ کر دیں گے بات چیت کا معاملہ تو ابھی تک معرض التوا میں چلا آ رہا ہے لیکن بے کس مسلمانوں کی بے دخلی باقاعدہ منصوبے کے تحت جاری ہے۔ اکتوبر میں کی اس ملاقات کے بعد سے اب تک ۷۵ ہزار بھارتی مسلمانوں کو مشرقی پاکستان دھکیلا جا چکا ہے جس سے بے دخل کئے جانے والوں کی تعداد ۵ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔

ہم نے اس علاقہ میں امن کی خاطر صبر و تحمل کا ثبوت دیا ہے۔ ہندوستان نے اس کا غلط مطلب لیا ہے پاکستانی عوام نے اپنے اتحاد اہلیت اور نظم و ضبط سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ملک کا بہتر طور پر دفاع کر سکتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۸ پر)

جماعتِ احمدیہ انگلستان کا دوسرا کامیاب سالانہ جلسہ

جلسہ میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی شرکت اور احبابِ جماعت سے خطاب

لندن بذریعہ تار: جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کا دوسرا جلسہ سالانہ جو مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۶۵ء کو شروع ہوا تھا دو روز جاری رہنے کے بعد مورخہ ۲۹ اگست کو کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید نے بھی اس موقعہ پر ربوہ سے انگلستان تشریف لا کر جلسہ میں شرکت فرمائی اور احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔

مورخہ ۲۸ اگست کا دن انگریزی پروگرام کے لئے مخصوص تھا۔ اس روز محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت ہیگ نے محاسن قرآن کریم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں صدارت کے فرائض صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے ادا فرمائے۔ اس اجلاس میں کثیر التعداد احمدی احباب کے علاوہ بہت سے غیر مسلم انگریز دوستوں نے بھی شریک ہوکر محترم چوہدری صاحب موصوف کی تقریر کو بہت توجہ اور انہماک اور دلچسپی کے ساتھ سنا۔

مورخہ ۲۹ اگست کو اردو تقاریر کا پروگرام تھا۔ اس روز پروگرام کی افتتاحی تقریر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے فرمائی جس میں آپ نے احباب جماعت کو اشاعت و تبلیغ اسلام کے ضمن میں ان کی عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ نیز مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن مکرم بی اے رشید احمد صاحب اور مکرم محمود احمد صاحب مختار نے بھی تقاریر کیں۔ مکرم سید نعیم احمد صاحب مکرم ادریس صاحب اور مکرم خواجہ رشید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بعض نظمیں خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں۔

سہ پہر کے اجلاس میں مکرم عزیز دین صاحب نے مسجد فضل لندن کی تاریخ پر ایک تقریر کی۔ نیز اس اجلاس میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے بھی احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ صدارت کے فرائض محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے ادا فرمائے۔ آخر میں اجتماعی دعا ہوئی جس میں خصوصیت سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ عاجلہ اور دنیا بھر میں غلبۂ اسلام کے لئے دعا مانگی گئی۔ مستورات کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔

مورخہ ۲۸ اگست بروز ہفتہ شام کو جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کے پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹری صاحبان کا ایک خصوصی اجلاس محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس اجلاس سے مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن نے بھی خطاب فرمایا۔

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن کی معیت میں برطانیہ بھر میں پھیلی ہوئی جماعت ہائے احمدیہ کے معائنہ کی غرض سے ملک کے وسیع دورے پر روانہ ہو رہے ہیں۔

صدر ایوب خان کی تقریر کا نقطہ

امتحان کے اس نازک مرحلے پر پاکستانی عوام متحدہ طور پر اٹھ کھڑے ہوں گے اور ہندوستان کی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیں گے۔ میرے بھائیو! آج ہمیں دو بڑے خطرات کا سامنا ہے ان میں سے کوئی بھی خطرہ کم تشویشناک نہیں پہلا خطرہ تو ہندوستان کے جارحانہ عزائم ہیں جن میں مغربی ملکوں سے بھاری فوجی امداد حاصل کرنے کے بعد زبردست اضافہ ہوا ہے ہم نے اپنے دوست ملکوں کو متعدد بار متنبہ کیا تھا کہ یہ فوجی امداد چین کے خلاف نہیں بلکہ پاکستان کے خلاف استعمال کی جائے گی۔ لیکن اس پر کوئی دھیان نہ دیا گیا۔ دوسرا چیلنج ہمارے لئے اپنے وسائل پر بھروسہ کرنا ہے ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم انہیں اپنے عوام کی تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کا ذریعہ بنا سکتے ہیں تاکہ ہمارے عوام اپنی صلاحیتوں اور مشقت سے کام لیں۔ یہ وقت ایسے ہی اوقات میں سے ہے جس میں قومیں اپنی قسمتوں کی تعمیر کرتی ہیں۔ وہ اپنے ایقان اور کردار کے بل پر زندہ رہتی ہیں۔ میری اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اس آزمائش کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ ہمارے اتحاد اور عزم راسخ کے ساتھ عطا فرمائے۔ آمین۔ پاکستان زندہ باد۔

چھمب کے محاذ پر پاکستانی فوجوں کی پیش قدمی

۱۵ ٹینکوں پر قبضہ کر لیا گیا، ۱۵۰ بھارتی فوجی گرفتار

راولپنڈی ۳ ستمبر۔ آزاد کشمیر کی فوجیں نے جو پرسوں بھارت کے خلاف جوابی کارروائی کے طور پر مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوگئی تھیں۔ کل بھی چھمب کے محاذ پر پیش قدمی جاری رکھی۔ یہاں پہنچنے والی اطلاعات کے مطابق آزاد کشمیر کی فوجیں آگے بڑھ رہی ہیں۔ انھوں نے کل شام جن بھارتی فوجیوں کو گرفتار کر لیا تھا ان میں سے ۱۵۰ بھارتی قیدی آزاد کشمیر پہنچا دیئے گئے۔

آزاد کشمیر کی فوجوں نے ۱۵ بھارتی ٹینکوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے بھارت نے یہ اعتراف کر لیا ہے کہ چھمب کے محاذ پر کل بھارتی فضائیہ کے چار جیٹ طیارے تباہ ہوگئے۔ ان طیاروں کو پاکستان کی فضائیہ نے مار گرایا تھا۔

جنگ بندی لائن پر درہ حاجی پیر کے نزدیک بھی آزاد کشمیر اور بھارت کی فوجوں میں زبردست لڑائی ہو رہی ہے اس علاقے میں آزاد کشمیر کی فوجوں نے بھارت کو ابھی تک قدم جمانے کا موقع نہیں دیا ہے اور بھارتی فوجیں درہ حاجی پیر سے پونچھ سے رابطہ قائم کرنے میں ناکام رہی ہیں۔

ایک سرکاری ترجمان نے کل رات بتایا کہ چھمب سیکٹر میں بھارت کی دو بریگیڈ فوج ہے جس میں سات بٹالین فوج تھی آزاد کشمیر اور پاکستان کی فوج کا مقابلہ ہوا۔ بھارت نے دریائے دیچھے کے توپ خانہ اور ایک ٹینک رجمنٹ کے بہت بڑے حصہ سے حملہ کیا تھا لیکن آزاد کشمیر اور پاکستان کی فوج کے مقابلہ میں بھارتی فوج ٹھہر نہ سکی۔ اور اسے سخت جانی نقصان پہنچایا گیا۔ بھارتی فوج ریت کی طرح بہاں بھی بہت جلد پسپا ہوگئی۔ اس محاذ پر پاکستان کے قبضہ میں پندرہ ٹینک اور بھاری مقدار میں اسلحہ بارود آیا۔ یہ ٹینک بالکل ٹھیک حالت میں ہیں اور انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے

ترجمان نے بتایا کہ اس علاقہ میں بھارت نے بڑے مضبوط مورچے بنا رکھے تھے جنہیں کہ ...... بعض مورچے کنکریٹ کے تھے مقابلہ میں بھارتی فوج کا زبردست جانی نقصان ہوا ہے۔ اور ۱۵۰ بھارتی فوجی قید ہوئے ہیں۔ پاکستان کا بہت کم نقصان ہوا ہے۔

بھارت نے آزاد کشمیر پر قبضہ کر کے پاکستان پر حملے کا منصوبہ بنایا تھا

پاکستان نے صرف دفاعی نقطۂ نظر سے کارروائی کی ہے

ڈھاکہ ۳ ستمبر۔ مرکزی وزیر اطلاعات خواجہ شہاب الدین نے کہا ہے کہ کشمیر کی موجودہ صورت حال کوئی معمولی سرحدی تصادم نہیں بلکہ بھارت کی ایک گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ جس کے تحت وہ آزاد کشمیر پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اور اس کے بعد پاکستان کی طرف پیش قدمی کا ارادہ رکھتا تھا۔

وزیر اطلاعات نے اخباری نمائندوں کی بھاری تعداد کو ایک تحریری بیان دیا۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ پاکستانی عوام نہ تو آزاد کشمیر اور نہ ہی پاکستان کی ایک انچ زمین پر کسی کو قبضہ کرنے کی اجازت دیں گے۔ انہوں نے ملک کے عوام سے دردمندانہ اپیل کی کہ وہ اس موقع پر پورے اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ تاکہ ملک کے دفاع کے لئے متحدہ محاذ قائم کیا جا سکے۔ اور بھارتی جارحیت کے ناپاک عزائم کو شکست دی جا سکے۔

وزیر اطلاعات نے کہا کہ "مجھے اس موقع پر حسب توقع ہنگامی صورت حال اور جدوجہد میں مصروف سے عوام پر پورا پورا اعتماد ہے

خواجہ شہاب الدین کا یہ بیان پندرہ سو الفاظ پر مشتمل تھا جس میں انھوں نے مسئلہ کشمیر کے پس منظر کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا اور کشمیری عوام کی مسلسل جدوجہد کی داستان بیان کی۔

خواجہ شہاب الدین نے کہا کہ بھارت نے آزاد کشمیر پر قبضہ کرنے کے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے عوامی بغاوت کو خط متارکہ جنگ عبور کرنے کا بہانہ بنا لیا اور دنیا بھر میں ڈھنڈورا پیٹ دیا کہ پاکستان نے جنگ بندی لائن کو عبور کر لیا ہے